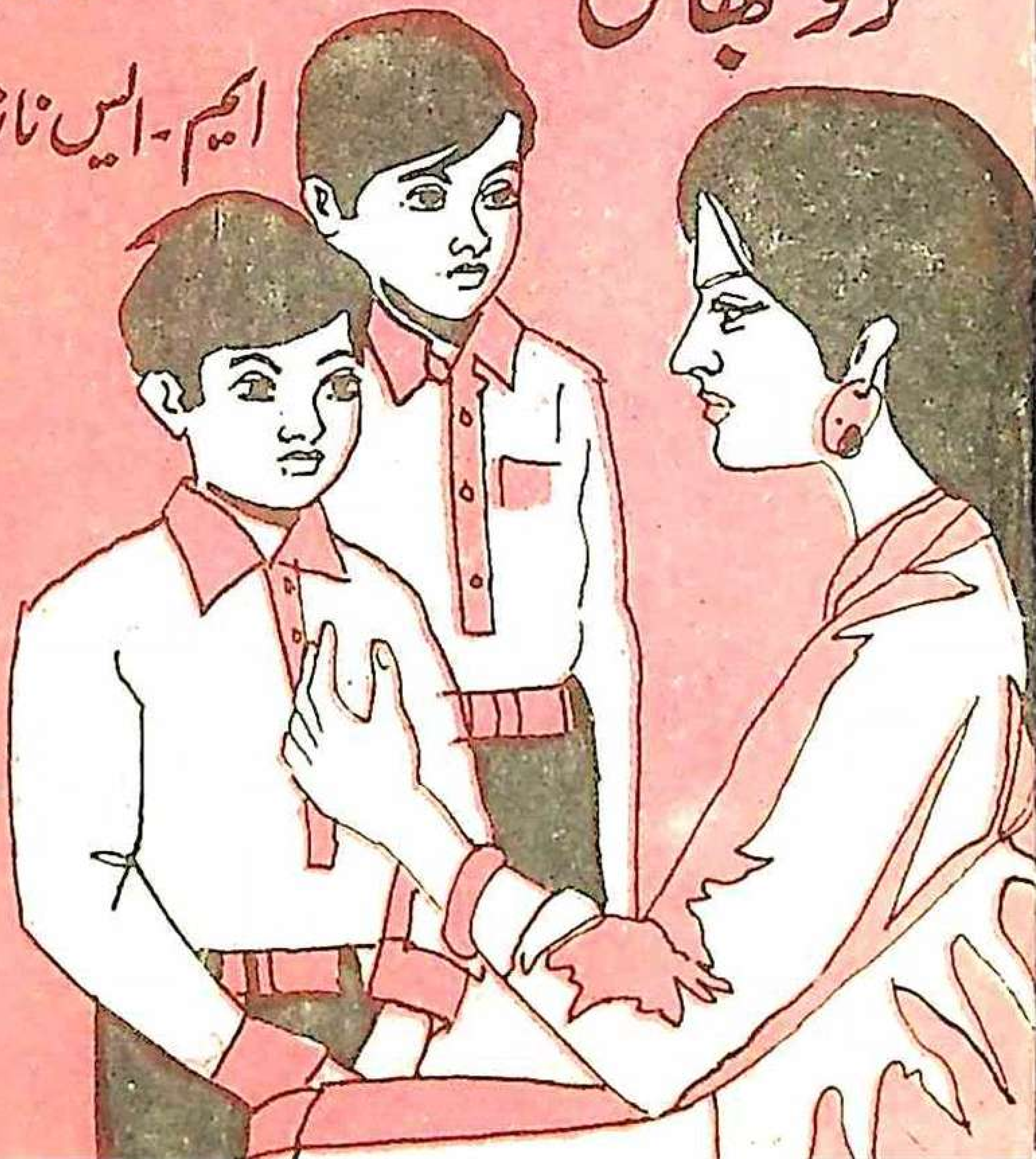
2

دو بھائی

ایم۔ ایس ناز



ناشر: مسعود عمر

طابع: امپیریل پریس دہلی

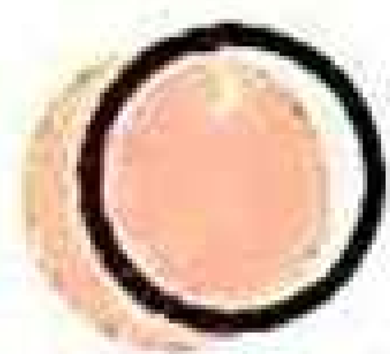
قیمت فی کتاب: ۶۵ پیسے

قیمت سیٹ (آٹھ کتابیں) پانچ روپے



سدابہار پبلیکیشنز

۱۹۳۷۔ ترکمان گیٹ، دہلی ۱۱۰۰۰۶



کافی دنوں کی بات ہے۔ ایک شہر
میں دو بھائی رہتے تھے۔ اُن کا قد
ایک جیسا تھا، البتہ رنگت ایک جیسی
نہیں تھی۔ ایک گورا چِٹّا تھا اور دُوسرا
سانولے رنگ کا۔

گورے بھائی کا نام اشفاق اور سانولے
بھائی کا نام شفیق تھا۔ دونوں بھائیوں کی
عادات میں زمین آسمان کا فرق تھا۔
اشفاق بہت محنتی اور وقت کا پابند
تھا۔ جب کہ شفیق بہت سُست تھا۔
اشفاق میں اخلاقی خُوبیاں بھی تھیں۔
وہ کسی کے احسان پر اُس کا شُکریہ

ادا کرنا نہ بھولتا تھا، اور شفیق اکثر
ایسی باتوں سے کنّی کتراتا تھا۔ اشفاق
اُسے اِس عادت پر ٹوکتا اور کہتا
کہ "جب لوگ تمھارے ساتھ خوش
اخلاقی سے پیش آتے ہیں، تو تمھارا
بھی فرض ہے کہ ان لوگوں کا شکریہ
ادا کرو۔"

شفیق اس پر جھنجھلا کر رہ جاتا
ور کہتا :
"بس بس چُپ رہو۔ میں شکریہ ادا
کر دیا کروں گا۔"
اور پھر عادت کے مطابق بھول جاتا۔
مّی بھی شفیق کو اُس کی اس عادت پر
جھڑک دیتیں، مگر وہ خاموش رہتا اور

کبھی کبھی فقط اتنا کہہ دیتا :

" امّی، میرے پاس وقت نہیں ہوتا،

کون لوگوں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔"

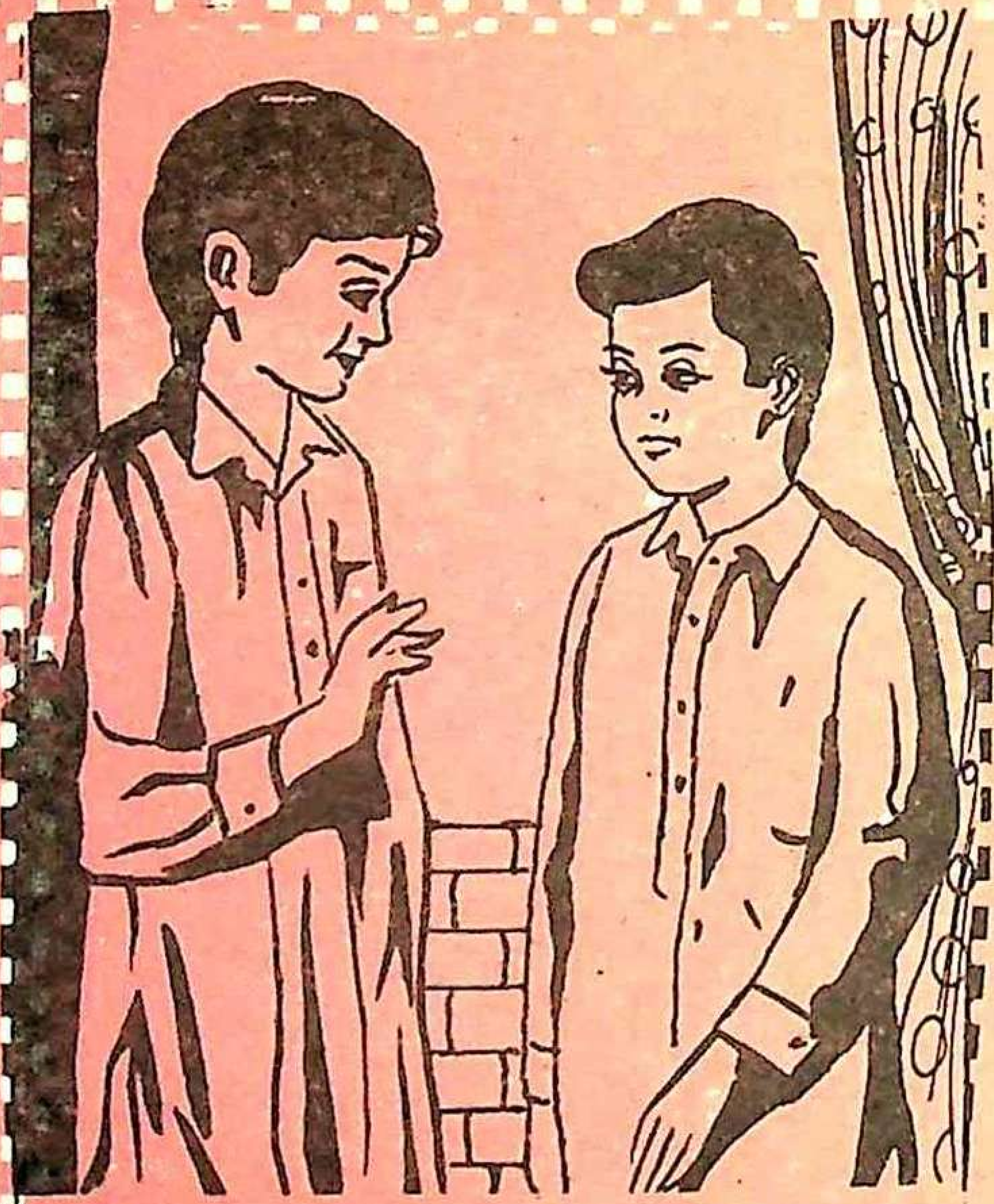
عید سے چند روز پہلے اشفاق اور

شفیق کو دوستوں اور رشتہ داروں کی

طرف سے تحفے وصول ہوتے۔ انھیں

ایک ہی جیسے تحائف کے پارسل

وصول ہوئے، کیوں کہ ان کے دادا
دادی اور چچا دوسرے شہر میں رہتے تھے
چچا نے انھیں ایک ایک ننّھی منّی
ریل گاڑی، آنٹی نے انھیں ایک ایک
لڈّو اور دادا اور دادی اماں نے
انھیں ٹافیوں اور مٹھائیوں کے پیکٹ
بھیجے۔



امّی یہ تحائف دیکھ کر بہت خوش
ہوئیں اور کہا :

" اشفاق اور شفیق ، تم دونوں
بہت خوش قسمت ہو۔ تمھیں اتنے
ڈھیر سارے کھلونے اور تحفے ملے ہیں ،
تمھیں چاہیے کہ انھیں سنبھال کر رکھو۔"

اشفاق نے کہا : " امّی میں نے

تو پچھلی عید کے تحفے بھی سنبھال کر
رکھے ہوئے ہیں۔"

امّی نے مسکراتے ہوئے کہا :

"مگر میں تمھیں نہیں کہہ رہی۔ میں تو شفیق
سے کہہ رہی ہوں جو اپنے کھلونے جلد
ہی توڑ دیتا ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد امّی نے کہا :

"تم دونوں بھائیوں کا فرض ہے کہ
جس جس نے تمھیں تحفے ارسال کیے
ہیں، انھیں تم شکریے کے خط لکھو۔"
شفیق فوراً بول پڑا: "امّی، شکریے
کے خط لکھنے کا فائدہ؟"
یہ بات سُن کر امّی نے کہا:
"بیٹے، شکریہ ادا کرنے سے انسان

کے اخلاق کا پتا چلتا ہے۔ شکریہ
کے خط لکھنے کا ایک فائدہ تو یہ ہوتا
ہے کہ دُوسرے آدمی کو علم ہو جاتا
ہے کہ اس کے بھیجے ہُوئے تحفے
تمھیں مل گئے ہیں اور دُوسرے یہ کہ
تم بڑے با اخلاق ہو۔"
امّی کی بات سُن کر شفیق لاجواب

ہو گیا۔ پھر دونوں بھائی یہ وعدہ کر
کے چلے گئے کہ وہ عید کے تحفے
بھیجنے والوں کو شکریہ کے خط لکھیں گے۔
شام ہو چکی تھی۔ کھانا تیار ہونے
میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ اشفاق
نے سوچا:
"کیوں نا اس وقت شکریہ کے خط

ہی لکھ دیے جائیں۔"

وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور
تحفے بھیجنے والوں کو خط لکھنے لگا۔
سب سے پہلے اس نے چچا کو
شکریے کا خط لکھا۔ پھر آنٹی کو
اور آخر میں دادا اور دادی اماں
کو پیار اور محبّت بھرے خط لکھے

وہ خط لکھ ہی رہا تھا کہ شفیق

کمرے میں آ گیا۔ اشفاق نے اُس


سے کہا :

"تم بھی خط لکھ دو۔"

شفیق ہنستا کے بولا :

"میں اس وقت بیڈمنٹن کھیلنے جا رہا

ہوں۔ شکریے کے خط واپسی پر لکھوں گا۔"



شفیق کھیل کر واپس آیا تو بہت

تھکا ہُوا تھا۔ اس نے کھانا کھایا اور

بستر پر لیٹ گیا۔ اُسے جلد ہی نیند

آگئی۔ دُوسرے دن صُبح اُٹھا ، تو

اشفاق کے لکھے ہوئے خط امّی کے

سامنے پڑے تھے۔ امّی نے شفیق

کی طرف دیکھا تو وہ جان چھڑانے کے

انداز میں بولا :

"امّی، مَیں یہ خط سکول سے واپسی
پر ضرور لکھ دُوں گا۔"

سکول سے چُھٹّی کے بعد شفیق کچھ
دیر کے لیے سو گیا۔ پھر جاگا، تو
سہ پہر بیت رہی تھی۔ وہ مُنہ ہاتھ
دھو کر کھیلنے کے لیے گراؤنڈ میں

چلا گیا اور اُس رات بھی بڑے

مزے سے سو رہا۔

امّی نے اشفاق کے لکھے ہوئے

خط پوسٹ کروا دیے تھے۔ اگلے

دن یہ خط چچا، آنٹی، دادا اور دادی

اماں کو وصول ہو گئے۔ وہ یہ خط

پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ ایک

بات کی انھیں حیرانی بھی تھی کہ شفیق
نے انھیں کوئی خط نہیں لکھا تھا۔
اِدھر شفیق یہ خط لکھنے بھول گیا
تھا، کیوں کہ وہ وقت پر کام کرنے
کا عادی نہیں تھا۔

اسی دوران اشفاق اور شفیق کی
سال گرہ کا دن آگیا۔ ۲۲ مارچ کی

صبح ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔
اشفاق اور شفیق رات کی پارٹی کے
منتظر تھے کہ کسی نے دروازے پر
دستک دی۔ شفیق نے بڑھ کر
دروازہ کھولا، تو سامنے ڈاکیا کھڑا تھا۔
اُس نے شفیق سے کہا:
"اشفاق کے نام تحفوں کے کچھ

پارسل آئے ہیں۔"

"کیا میرا بھی کوئی تحفہ آیا ہے؟"
شفیق نے دھڑکتے دل کے ساتھ
سوال کیا، اور ڈاکیے کے انکار پر
وہ خاموشی سے اندر چلا گیا اور
اشفاق کو بھیج دیا۔ ڈاکیے نے اشفاق
کو سالگرہ کی مبارک باد دی اور کہا:

"کیا اِس بار اکیلے آپ کی سالگرہ
منائی جا رہی ہے؟"
اشفاق نے کہا۔ "نہیں تو۔"
ڈاکیے نے کہا۔ "آج صرف آپ
کے نام تحفے آئے ہیں۔" یہ کہہ کر
ڈاکیے نے سارے پارسل اشفاق
کے ہاتھوں میں تھما دیے۔ اشفاق

خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔
وہ تحفے لے کر سیدھا امّی کے پاس
آیا اور کہنے لگا۔ "میرے نام بہت
سے تحفے آتے ہیں۔"

امّی نے پوچھا "شفیق کے لیے کوئی
تحفہ نہیں آیا؟"

اشفاق نے جواب دیا :

"امّی، سب پارسلوں پر تو میرا نام
لکھا ہُوا ہے۔ مَیں انھیں کھول کر
دیکھتا ہُوں شاید ان میں شفیق کے لیے
بھی تحفے رکھے گئے ہوں۔"

اشفاق نے جو پارسل کھولے، تو
کوئی بھی تحفہ شفیق کے لیے نہیں تھا۔
ان تحائف کے ساتھ ساتھ ایک خط



بھی تھا، جس میں لکھا تھا، کہ تمھاری

طرف سے شکریے کا خط آیا۔ تم

بہت اچھے لڑکے ہو۔ اس بار اپنی سالگرہ

پر یہ تحفے قبول کرو۔"

یہ الفاظ سُن کر شفیق کی آنکھوں میں

آنسو آ گئے۔ امّی نے اُسے یاد دلایا

اور کہا۔ "تم نے شکریے کے خط

نہیں لکھے تھے۔ ممکن ہے چچا، آنٹی،

دادا اور دادی اماں نے سوچا ہو کہ

تمھیں ان کے تحفے پسند نہیں آئے۔"

"نہیں نہیں امّی، یہ بات نہیں۔"

شفیق نے کہا اور چپکے سے اپنے

کمرے میں چلا آیا اور سب کو شکریہ

کے خطوں میں لکھا اور خط دیر

سے لکھنے کی معافی بھی مانگی۔

چند روز بعد اُسے بھی ویسے ہی خُوب صُورت تحفے وصول ہُوئے۔ یہ تحفے شفیق نے امّی کو دکھائے اور اس روز دونوں بھائیوں کی سالگرہ دوبارہ منائی گئی۔

ان کی امّی نے دعوت کے وقت

مہمانوں سے کہا :

" آج سے شفیق اور اشفاق دونوں

اچھّے بچّے بن گئے ہیں۔"



انگریزی کہانی سے ماخوذ

سیٹ نمبر ۳ کی کتابیں

۱۔ ٹافیوں کا پیکٹ

۲۔ دوست دشمن

۳۔ زندہ کھلونے

۴۔ بنیا اور کسان

۵۔ بلیوں کی کانفرنس

۶۔ تین کنجوس

۷۔ دو موتیوں کا تحفہ

۸۔ مچھلیوں کی ملکہ

ہر کتاب دو رنگ میں تصویروں کے ساتھ چھپی ہوئی

قیمت فی کتاب : ۶۵ پیسے قیمت سیٹ : ۵ روپے